



## تقلید کی شرعی حیثیت ②

ابو عبد اللہ صارم

تقلید ناسدید جہالت و ضلالت کا دوسرا نام ہے۔ علمائے اسلام اس کی مذمت کرتے رہے ہیں۔ اس کے سبب انسان عقل و شعور سے دشمنی کرنے لگتا ہے، دماغی و عملی پستی کا شکار ہو جاتا ہے اور علم دین سے محرومی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ جب کوئی شخص اپنی آنکھوں پر تقلید کی پٹی باندھ لیتا ہے، تو اسے قرآن و حدیث کی صورت میں ہدایت ربانی کے روشن نشان نظر نہیں آتے۔ اس کی فطرت اس قدر مسخ ہو جاتی ہے کہ وہ وحی الہی اور تعلیمات نبویہ کا تارک بن جاتا ہے۔ تقلید کی وجہ سے انسان حلت و حرمت کے آسمانی فیصلے نظر انداز کر کے نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ جاتا ہے اور وحی کے مقابلے میں انسانی آرا کو دین بنا لیتا ہے۔

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن القیمؒ (691-751ھ) تقلید کے نقصانات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالْمُصَنِّفُونَ فِي السُّنَّةِ جَمَعُوا بَيْنَ فَسَادِ التَّقْلِيدِ وَإِبْطَالِهِ وَبَيَانِ زَلَّةِ الْعَالِمِ، لِيُبَيِّنُوا بِذَلِكَ فَسَادَ التَّقْلِيدِ، وَأَنَّ الْعَالِمَ قَدْ يَزِلُّ وَلَا بُدَّ؛ إِذْ لَيْسَ بِمَعْصُومٍ، فَلَا يَجُوزُ قَبُولُ كُلِّ مَا يَقُولُهُ، وَيَنْزِلُ قَوْلُهُ مَنْزِلَةَ قَوْلِ الْمَعْصُومِ؛ فَهَذَا الَّذِي ذَمَّهُ كُلُّ عَالِمٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، وَحَرَمُوهُ، وَذَمُّوا أَهْلَهُ، وَهُوَ أَصْلُ بَلَاءِ الْمُقَلِّدِينَ وَفِتْنَتِهِمْ، فَإِنَّهُمْ يُقَلِّدُونَ الْعَالِمَ فِيمَا زَلَّ فِيهِ وَفِيمَا لَمْ يَزَلْ فِيهِ، وَلَيْسَ لَهُمْ تَمْيِيزُ بَيْنَ ذَلِكَ، فَيَأْخُذُونَ الدِّينَ بِالْخَطِإِ وَلَا بُدَّ، فَيَحِلُّونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَيَحْرِمُونَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ، وَيُشَرِّعُونَ مَا لَمْ يُشَرِّعْ، وَلَا بُدَّ لَهُمْ مِنْ



ذَلِكَ، إِذْ كَانَتْ الْعِصْمَةُ مُنْتَفِيَةً عَمَّنْ قَلَدُوهُ، وَالْخَطَأُ وَقَعَ مِنْهُ وَلَا بُدَّ.

”محدثین کرام نے تقلید کا رد کرنے کے لیے اس کی خرابیاں بیان کر کے اس کا ابطال بھی کیا ہے اور ایک عالم سے غلطی ہونے کا امکان بھی ذکر کیا ہے۔ ایک عالم سے یقینی طور پر غلطی ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ اس کے ہر قول کو اپنانا اور اس کی بات کو پیغمبر ﷺ کی بات کا درجہ دینا جائز نہیں۔ روئے زمین پر موجود ہر عالم نے اس رَوش کا رد کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا اور ایسا کرنے والوں کی مذمت کی۔ یہی رَوش مقلدین کا اصل مسئلہ اور ان کی بنیادی مصیبت ہے۔ وہ ہر غلط اور صحیح بات میں کسی معین عالم کی تقلید کرتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ وہ صحیح اور غلط میں تمیز بھی نہیں کر پاتے۔ وہ یقینی طور پر غلطی پر مبنی دین کی پیروی کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لیتے ہیں۔ وہ یقیناً ایسی شریعت پر عمل پیرا ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ نہیں ہوتی، کیونکہ جس کی وہ تقلید کر رہے ہوتے ہیں، وہ معصوم تو ہوتا نہیں اور اس کے غلطی کا صدور بھی یقینی ہوتا ہے۔“ (إعلام الموقعين عن رب العالمين: 173/2)

## تقلید اور قرآن کریم:

تقلید وہ مذموم بدعت ہے، جو انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان بنا دیتی ہے۔ تقلید کی مذمت میں یہ فرمان باری تعالیٰ بھی ملاحظہ فرمائیں:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (التوبة: 33)

”انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو رب بنالیا تھا۔“

مشہور تابعی، سعید بن فیروز، ابو بشری، طائی رحمہ اللہ (م: 83ھ) اس آیت کریمہ کی تفسیر

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَمَّا إِنَّهُمْ لَوِ أَمَرُوهُمْ أَنْ يَعْبُدُوهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مَا أَطَاعُوهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ أَمَرُوهُمْ فَجَعَلُوا حَلَالَ اللَّهِ حَرَامَةً وَحَرَامَهُ حَلَالَةً، فَأَطَاعُوهُمْ، فَكَانَتْ تِلْكَ الرُّبُوبِيَّةَ .

”یہ بات یقینی ہے کہ اگر ان کے علما ان کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیتے، تو وہ ان کی بات نہ مانتے، لیکن ان کے حکم پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں کو حلال اور حلال کردہ کاموں کو حرام قرار دے کر ان کی اطاعت کی۔ یہ ان کو رب بنانے کے مترادف تھا۔“  
(جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر: 1863، الإحكام في أصول الأحكام لابن حزم: 189/6، وفي نسخة: 883، وسنده حسن)

امام اندلس، حافظ ابن عبد البرؒ (368-463ھ) اس آیت کریمہ سے تقلید کی مذمت ثابت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

بَابُ فَسَادِ التَّقْلِيدِ وَنَقْيِهِ، وَالْفَرْقِ بَيْنَ التَّقْلِيدِ وَالِاتِّبَاعِ، قَدْ ذَمَّ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى التَّقْلِيدَ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ كِتَابِهِ، فَقَالَ: ﴿اتَّخِذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (التوبة: 33)۔

”تقلید کی خرابی، اس کے بطلان اور تقلید و اتباع میں فرق کا بیان۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر تقلید کی مذمت فرمائی ہے، چنانچہ فرمانِ گرامی ہے: ﴿اتَّخِذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (التوبة: 33)۔“  
(انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے احبار و رہبان کو رب بنا لیا تھا)۔“

(جامع بیان العلم وفضله: 975/2)

اسی سلسلے میں علامہ ابن حزم اندلسیؒ (384-456ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ أَحْبَارُهُمْ وَرُهْبَانُهُمْ وَيُحِلُّونَ مَا أَحَلُّوا، كَانَتْ هَذِهِ رُبُوبِيَّةً صَحِيحَةً وَعِبَادَةً صَحِيحَةً قَدْ دَانُوا بِهَا، وَسَمَّى اللَّهُ تَعَالَى هَذَا الْعَمَلَ اتِّخَاذَ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَعِبَادَةً، وَهَذَا هُوَ الشِّرْكُ بِلَا خِلَافٍ .

”جب یہود و نصاریٰ نے اپنے احبار و رہبان کی حرام کردہ چیزوں کو حرام اور حلال کردہ چیزوں کو حلال تسلیم کر لیا، تو اس طرح واقعی ان کو اپنا رب اور معبود بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو رب بنانے اور عبادت کرنے کا نام دیا۔ یہ عمل بالاتفاق شرک ہے۔“

(الفصل في الملل والأهواء والنحل: 124/3-125)

علامہ، احمد بن عبد الرحیم، المعروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی (1114-1176ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْهَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ تَعَالَى، بِمَعْنَى أَنَّهُمْ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ أَنَّ مَا أَحَلَّهُ هَؤُلَاءِ حَلَالٌ لَا بَأْسَ بِهِ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، وَأَنَّ مَا حَرَّمَهُ هَؤُلَاءِ حَرَامٌ يُؤَاخَذُونَ بِهِ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ .

”یہود و نصاریٰ کی ایک روش یہ تھی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے احبار و رہبان کو رب بنا لیا تھا۔ اس طرح کہ جس چیز کو یہ لوگ حلال قرار دیتے تھے، یہود و نصاریٰ اسے واقعی حلال سمجھ لیتے تھے اور اس کے استعمال میں کوئی جھجک نہیں کرتے تھے اور جسے یہ لوگ حرام قرار دیتے تھے، اس کو یہود و نصاریٰ واقعی حرام سمجھ لیتے تھے اور اس کے استعمال کو

قابل مواخذہ جرم سمجھ لیتے تھے۔“ (حجۃ اللہ البالغۃ: 1/121، بتحقیق السید السابق)

علامہ، محمد صدیق حسن خان، قنوجی رحمۃ اللہ علیہ (1248-1307ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي هَذِهِ الْآيَةِ مَا يَزْجُرُ مَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ، وَهُوَ شَهِيدٌ،

عَنِ التَّقْلِيدِ فِي دِينِ اللَّهِ، وَتَأْثِيرِ مَا يَقُولُهُ الْأَسْلَافُ عَلَى مَا فِي الْكِتَابِ الْعَزِيزِ وَالسُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ، فَإِنَّ طَاعَةَ الْمُتَمَذِّهِبِ لِمَنْ يَقْتَدِي بِقَوْلِهِ وَيَسْتَنْ بِسُنَّتِهِ، مِنْ عُلَمَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ، مَعَ مُخَالَفَتِهِ لِمَا جَاءَتْ بِهِ النُّصُوصُ، وَقَامَتْ بِهِ حِجْبُ اللَّهِ وَبَرَاهِينُهُ، وَنَطَقَتْ بِهِ كُتُبُهُ وَأَنْبِيَآؤُهُ، هُوَ كَاتِّخَاذِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى لِلْأَخْبَارِ وَالرُّهْبَانِ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ، لِلْقَطْعِ بَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوهُمْ، بَلْ أَطَاعُوهُمْ وَحَرَّمُوا مَا حَرَّمُوا وَحَلَّلُوا مَا حَلَّلُوا، وَهَذَا هُوَ صَنِيعُ الْمُقَلِّدِينَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ أَشْبَهُ بِهِ مِنْ شَبِّهِ الْبَيْضَةِ بِالْبَيْضَةِ، وَالتَّمْرَةِ بِالتَّمْرَةِ، وَالْمَاءِ بِالْمَاءِ.

”یہ آیت کریمہ قلبِ سلیم کے حامل، غور و فکر کرنے والے لوگوں کو اللہ کے دین میں کسی کی تقلید کرنے اور سلف کے کتاب و سنت کے خلاف اقوال کو اپنانے سے روکتی ہے۔ مقلدین کا نصوصِ شرعیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کسی اہل علم امتی کی بات ماننا اور اس کے طریقے پر چلنا بالکل ایسے ہی ہے، جیسے یہود و نصاریٰ نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے احبار و رہبان کو رب بنا لیا تھا۔ اگرچہ حقیقت میں انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی تھی، لیکن حلت و حرمت میں ان کی اطاعت کی تھی۔ اس امت کے مقلدین کا یہی حال ہے۔ وہ اس سلسلے میں یہود و نصاریٰ سے اتنی مشابہت رکھتے ہیں کہ انڈہ انڈے کے ساتھ، کھجور کھجور کے ساتھ اور پانی پانی کے ساتھ اتنی مشابہت نہیں رکھتا۔“ (فتح البیان فی مقاصد القرآن: 5/286)

یہ اس آیت کریمہ کی اتفاقی تفسیر ہے۔ اس آیت کریمہ سے ایک مقلد کے حالات و کوائف معلوم ہوتے ہیں کہ وہ کس طرح آنکھیں بند کر کے نفس کے پیچھے لگتا ہے اور قرآن و سنت کو نظر انداز کرتا ہے، حلال و حرام کے خود ساختہ اصول اپناتا ہے، سلف صالحین کی



مخالفت میں قرآن و حدیث کی من پسند تاویلات پر اُتر آتا ہے اور پہلوں کی طرح بزرگوں اور اماموں کی بات کو دین کا درجہ دیتا ہے۔

اس حوالے سے ایک اور فرمانِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں :

﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾\*

”اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں، جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی، پھر ان پر لمبی مدت گزر گئی، تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے زیادہ لوگ فاسق ہیں۔“

اس کی تفسیر میں امام اہل سنت، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (701-774ھ) فرماتے ہیں :

وَقَوْلُهُ : ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾، نَهَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَتَشَبَّهُوا بِالَّذِينَ حَمَلُوا الْكِتَابَ قَبْلَهُمْ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، لَمَّا تَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ بَدَّلُوا كِتَابَ اللَّهِ الَّذِي بَأْيَدِهِمْ، وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، وَبَنَدُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ، وَأَقْبَلُوا عَلَى الْأَرَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْأَقْوَالِ الْمُؤْتَفِكَةِ، وَقَلَّدُوا الرِّجَالَ فِي دِينِ اللَّهِ، وَاتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ، فَعِنْدَ ذَلِكَ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ، فَلَا يَقْبَلُونَ مَوْعِظَةً، وَلَا تَلِينُ قُلُوبُهُمْ بِوَعْدٍ وَلَا وَعِيدٍ .

”اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں مومنوں کو پہلے گزرے ہوئے اہل کتاب، یعنی یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ جب ان اہل کتاب پر لمبی مدت گزر گئی، تو انہوں نے اپنے پاس موجود اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدل ڈالا، اسے تھوڑی قیمت میں بیچا، اسے پس پشت ڈال دیا، اختلافی آراء اور الٹ پلٹ اقوال کی طرف توجہ کی، اللہ کے دین کے سلسلے میں



لوگوں کی تقلید کی اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے احبار و رہبان کو رب بنا لیا۔ اس وقت ان کے دل سخت ہو گئے۔ نہ وہ نصیحت قبول کرتے تھے، نہ وعد و وعید سے ان کے دل نرم ہوتے تھے۔“

(تفسیر ابن کثیر: 20/8، بتحقیق الدكتور سلامة)

اس سے معلوم ہوا کہ تقلید اور اتباع دو متضاد چیزوں کا نام ہے۔ قرآن و سنت میں اتباع کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ اتباع کرنے والا تقلید نہیں کر سکتا اور تقلید کرنے والا قرآن و سنت کا اتباع نہیں کر سکتا۔ اس بات کو ہم درج ذیل مثالوں سے بھی ثابت کرتے ہیں:

### مثال نمبر ①: قرعہ اندازی اور تقلید!

قرعہ اندازی کی مشروعیت و جواز پر قرآن و حدیث کے دلائل موجود ہیں۔ اہل سنت کے ائمہ بھی اس کی مشروعیت کے قائل ہیں، لیکن دیگر بہت سے مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی فقہ حنفی قرآن و حدیث اور ائمہ اسلام کی مخالفت کرتی ہے۔ حنفی مقلدین قرآن و سنت اور ائمہ اسلام کے خلاف اپنی فقہ کو ماننے پر مجبور ہیں اور اپنے احبار و رہبان کی تقلید کرتے ہوئے اس بارے میں مروی صحیح و صریح احادیث کو بغیر دلیل کے منسوخ کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔ آئیے فہم سلف کی روشنی میں قرعہ اندازی کے ثبوت پر دلائل ملاحظہ فرمائیں:

### دلیل نمبر ①: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾ (آل عمران 3: 44)

”(اے نبی!) آپ ان کے پاس نہیں تھے، جب وہ (قرعہ اندازی کے لیے) اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ سیدہ مریم (علیہا السلام) کی کفالت کون کرے گا اور آپ اس وقت بھی ان کے پاس نہیں تھے، جب وہ باہم تکرار کر رہے تھے۔“

یعنی سیدہ مریم علیہا السلام کی کفالت کے حوالے سے قرعہ ڈالا گیا اور وہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے نام نکلا تھا۔ یوں قرعہ اندازی کی بنا پر وہ سیدہ مریم علیہا السلام کے کفیل و نگہبان بنے تھے۔

**دلیل نمبر ② :** سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ \* إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ \*

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ \*﴾ (الصافات 37 : 139-141)

”بلاشبہ یونس (علیہ السلام) پیغمبروں میں سے تھے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ انہی کے نام پر نکلا۔“  
مفسر قرآن، قتادہ بن دعامہ تابعی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَارَعَ نَبِيُّ اللَّهِ يُونُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقُرِعَ، قَالَ: احْتَبَسَتِ السَّفِينَةُ، فَعَلِمَ الْقَوْمُ، إِنَّمَا احْتَبَسَتْ مِنْ حَدَثٍ أَحْدَثَهُ بَعْضُهُمْ، فَتَسَاهَمُوا، فَقُرِعَ يُونُسُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ.

”اللہ کے نبی سیدنا یونس علیہ السلام نے قرعہ اندازی میں حصہ لیا تو قرعہ انہی کے نام نکلا۔ جب کشتی بھنور میں پھنس رہی تھی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کسی سوار کے عمل کی بنا پر ہے، جب انہوں نے قرعہ ڈالا تو یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ انہوں نے خود سمندر میں چھلانگ لگا دی۔“  
(السنن الکبریٰ للبیہقی: 287/10، وسندہ صحیح)

**دلیل نمبر ③ :** سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُمْ، فَدَعَا بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَزَّاهُمْ أَثَلَاثًا، ثُمَّ أَقْرَعَ





بَيْنَهُمْ، فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً، وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا.

”ایک شخص نے موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ کوئی مال بھی نہیں تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے غلاموں کو بلا کر تین ٹولیوں میں تقسیم کر دیا اور ان کے درمیان قرعہ ڈالا۔ (جس ٹولی کے نام قرعہ نکلا، ان) دو کو رہا کر دیا اور باقی چار کو غلامی میں برقرار رکھا۔ ان کے مالک کے بارے میں بھی سخت بات فرمائی۔“

(صحیح مسلم: 1668)

حافظ، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد بن عثمان، ذہبی رحمہ اللہ (643-748ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ نَصٌّ فِي شَرْعِيَّةِ الْقُرْعَةِ فِي مِثْلِ هَذَا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

”یہ حدیث قرعہ کے مشروع ہونے پر واضح دلیل ہے۔“ (سیر أعلام النبلاء: 332/18)

امام، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، ترمذی رحمہ اللہ (209-279ھ) فرماتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ الْقُرْعَةِ فِي هَذَا وَفِي غَيْرِهِ، وَأَمَّا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَغَيْرِهِمْ، فَلَمْ يَرَوْا الْقُرْعَةَ.

”نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام اور دیگر اہل علم میں سے بعض کا اسی حدیث پر عمل ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ یہ سب اہل علم اس جیسے مواقع پر قرعہ اندازی کو جائز سمجھتے تھے۔ البتہ اہل کوفہ وغیرہ میں سے بعض اہل علم قرعہ کو جائز نہیں سمجھتے۔“ (سنن الترمذی، تحت الحديث: 1364)

بویطی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا، وہ بیان فرما رہے تھے:

نَظَرْتُ الْمَرِيسِيَّ فِي الْقُرْعَةِ، فَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُرْعَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ! هَذَا قِمَارٌ، فَاتَيْتُ أَبَا الْبُخْتَرِيِّ، فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتُ الْمَرِيسِيَّ يَقُولُ: الْقُرْعَةُ قِمَارٌ، قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ! شَاهِدْ آخَرَ وَاقْتُلْهُ.

”میں نے (بشر) مرہسی سے قرعہ اندازی پر مناظرہ کیا۔ میں نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی قرعہ کے بارے میں وہ حدیث ذکر کی جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ مرہسی کہنے لگا: ابو عبد اللہ! قرعہ اندازی تو جوا ہے۔ میں ابو بختری کے پاس گیا اور ان سے کہا: میں نے مرہسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قرعہ اندازی جوا ہے۔ وہ کہنے لگے: ایک اور شخص کو گواہ بنا کر اسے قتل کر دو۔“

(تاریخ بغداد للخطیب: 60/7، تاریخ دمشق لابن عساکر: 380/51، وسندہ صحیح)

### دلیل نمبر ④: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ جس کے نام قرعہ نکلتا، اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ ایک غزوے میں (جانے کے لیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ اندازی فرمائی تو میرے نام قرعہ نکلا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی۔“ (صحیح البخاری: 4141، صحیح مسلم: 2770)



**دلیل نمبر ⑤ :** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَصَابَ عَائِشَةَ الْفُرْعَةَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر میں نکلنے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔ غزوہ بنو مصطلق میں (جانے کے لیے) قرعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔“  
(مسند البزار: 8011، وسندہ حسن)

حافظ سیوطی نے اس حدیث کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔ (الدر المنثور: 75/5)

**دلیل نمبر ⑥ :** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنَّهُمْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا» .

”لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صفِ اول میں کتنا اجر ہے، تو انہیں (سبقت لے جانے کے لیے) اگر قرعہ اندازی بھی کرنا پڑے تو وہ کر لیں۔ اگر وہ جان لیں کہ تکبیر تحریمہ میں کتنا اجر ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف جلدی کریں اور اگر انہیں عشاء اور صبح کی نماز کے اجر و ثواب کا علم ہو جائے، تو گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے تو آئیں۔“

(صحیح البخاری: 2689، صحیح مسلم: 437)

**دلیل نمبر ⑦ :** خارجہ بن زید انصاری تابعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے :

إِنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ - امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ - قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، أَخْبَرْتُهُ أَنَّ عَثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنَى، حِينَ أَقْرَعَتِ النَّاصِرُ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ : فَسَكَنَ عِنْدَنَا عَثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ . ”سیدہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا، جنہیں رسول اللہ ﷺ کے

دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل تھا، نے انہیں بتایا کہ جب انصار صحابہ کرام نے مہاجرین صحابہ کرام کی رہائش کے سلسلے میں قرعہ اندازی کی، تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ وہ ہمارے ہاں رہائش پذیر ہوئے۔“ (صحیح البخاری: 2687)

**دلیل نمبر ⑧ :** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَى قَوْمِ الْيَمِينِ، فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ، أَيُّهُمْ يَخْلِفُ .

”نبی اکرم ﷺ نے ایک قوم پر قسم کی پیش کش کی، تو وہ قسم اٹھانے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کا حکم فرمایا کہ کون قسم اٹھائے گا؟“

(صحیح البخاری: 2674)

**دلیل نمبر ⑨ :** سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا : «مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ

قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ، مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا : لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرَكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا، هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا» .



”حدود اللہ کی پابندی کرنے والے اور ان کی پامالی کرنے والوں کی باہمی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کی۔ ان میں سے بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔ نیچے والوں کو جب پانی کی طلب ہوتی تو ان کو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔ انہوں نے کہا: اگر ہم اپنے ہی حصے میں سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تنگ نہ کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے، لیکن اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ خود بھی بچ جائیں گے اور باقی سب لوگ بھی۔“

(صحیح البخاری: 2493)

ان تمام قرآنی اور حدیثی دلائل اور اقوالِ ائمہ مسلمین کے باوجود امام ابو حنیفہ قرعہ اندازی کی شرعی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے لیے تو ہم یہ عذر پیش کر سکتے ہیں کہ شاید ان کے پاس یہ دلائل شرعیہ نہ پہنچے ہوں، لیکن احناف مقلدین کا قرآن و سنت کے ان دلائل کو جان لینے کے بعد کوئی عذر مقبول نہیں ہوگا۔ ان کو چاہیے کہ قرآن و سنت کو اپنی فقہ کی بھینٹ چڑھانے کی بجائے اسے قبول کریں۔

### قرعہ اندازی کی منسوخیت کا دعویٰ!

بعض احناف قرعہ کو منسوخ قرار دینے کی سعی لا حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ:

علامہ، ابو جعفر، احمد بن محمد بن سلامہ، طحاوی حنفی (321-238ھ) لکھتے ہیں:

حَدِيثُ عِمْرَانَ مَنسُوخٌ، لِأَنَّ الْقُرْعَةَ كَانَتْ فِي بَدْءِ الْإِسْلَامِ.

”سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے، کیونکہ قرعہ آغاز اسلام میں مشروع تھا۔“

(شرح معانی الآثار: 381/4)

صاحب ہدایہ، علی بن ابوبکر، مرغینانی، حنفی (530-593ھ) لکھتے ہیں:

وَحَدِيثُ الْقُرْعَةِ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نُسِخَ.



”قرعہ کے بارے میں حدیث آغازِ اسلام کی ہے، اس کے بعد یہ منسوخ ہو گیا تھا۔“

(الہدایۃ شرح فی البدایۃ: 225/3)

طاہوی حنفی اور صاحبِ ہدایہ کا دعویٰ منسوخیت انتہائی تعجب خیز ہے۔ یہ صرف اور صرف تقلیدِ جامد کا کرشمہ ہے۔ جب بہت سے محکم دلائل کا جواب نہ بن پڑا تو بغیر کسی دلیل کے محض اپنے مذہب کے دفاع میں ان کے نسخ کا دعویٰ کر دیا گیا۔ کیا کسی شرعی حکم کو منسوخ کہنے کے لیے ایسے نسخ حکم کا ہونا ضروری نہیں، جو پایہ صحت کو پہنچنے کے ساتھ ساتھ اپنے مفہوم میں صریح بھی ہو؟ وہ نسخ کہاں ہے؟ اہل علم نے اس کا روائی کا سختی سے رد کیا ہے، جیسا کہ:

علامہ علی بن احمد، ابن حزم رحمہ اللہ (384-456ھ) اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ كَذَبُوا، مَا نُسَخَ ذَلِكَ قَطُّ.

”ان لوگوں نے جھوٹ بولا ہے۔ قرعہ کبھی بھی منسوخ نہیں ہوا۔“

(المحلی بالآثار: 345/9، الرقم: 1767)

اب قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ انہوں نے قرآن و سنت کے صحیح و صریح دلائل پر عمل کرنا ہے یا فقہ حنفی کے بے دلیل فتوے پر؟

## مثال نمبر ②: کنوارے زانی کی حد!

غیر شادی شدہ زانی کی شرعی حد یہ ہے کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے۔ جلاوطنی کنوارے زانی کی شرعی سزا کا جزو لاینفک ہے۔ صحیح احادیث اور ائمہ مسلمین کا اجماع اس پر دلیل ہے۔ اس کے برعکس حنفی مقلدین کہتے ہیں کہ ایک سال کی جلاوطنی حکم شرعی نہیں۔ جلاوطنی کریں یا نہ کریں، کچھ فرق نہیں پڑتا۔

قارئین کرام پہلے اہل حق کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:



**دلیل نمبر ① :** کنوارے زانی کے لیے سو کوڑوں کے ساتھ

ساتھ جلاوطنی کے شرعی حد ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے۔ سوائے خفی مقلدین کے کوئی اس کا مخالف نہیں۔ شارح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَنَقَلَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ فِي كِتَابِ «الْإِجْمَاعِ» الْإِتِّفَاقَ عَلَى نَفْيِ الزَّانِي إِلَّا عَنِ الْكُوفِيِّينَ .  
”امام محمد بن نصر نے کتاب الاجماع میں زانی کو جلاوطن

کرنے پر تمام اہل علم کا اتفاق نقل کیا ہے، سوائے کوفیوں کے۔“ (فتح الباری : 157/12)

**دلیل نمبر ② :** سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے کنوارے زانی کے لیے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک سنا :

”جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ .“ ”اس کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔“

(صحیح البخاری : 6831)

**دلیل نمبر ③ :** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصِنْ،  
بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ .  
”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے کنوارے زانی

کے لیے سو کوڑے مارنے کے ساتھ ساتھ ایک سال جلاوطنی کا فیصلہ فرمایا۔“

(صحیح البخاری : 6833)

**دلیل نمبر ④ :** سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

»خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِيَّيْنِ ارشاد فرمایا :  
اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ، وَالثِّبُّ بِالثِّبِّ



جلد مائتہ وَاَلرَّجْمُ»۔ ”مجھ سے احکامِ شریعت لے لو، مجھ سے احکامِ شریعت سیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے زانی عورتوں کے لیے فیصلہ فرما دیا ہے۔ اگر کنواری عورت کنوارے مرد سے زنا کرے، تو دونوں کو سو سو کوڑے مارنے کے ساتھ ایک ایک سال جلاوطن کیا جائے اور اگر شادی شدہ عورت شادی شدہ مرد سے زنا کرے، تو دونوں کو سو سو کوڑے مارنے کے ساتھ رجم کر دیا جائے۔“ (صحیح مسلم: 1690)

**دلیل نمبر ⑤ :** سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنْشُدَكَ اللَّهَ! إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ: أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأُذْنِ لِي؟ قَالَ: قُلْ، قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا، فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاعْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا»۔

”ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا:

اللہ کے رسول! آپ کو اللہ کا واسطہ، ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیے۔ اس کا مد مقابل کھڑا ہوا، وہ اس سے سمجھ دار بھی تھا۔ اس نے کہا: ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو۔ اس



نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا، اس نے اس شخص کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا۔ میں نے ایک سو بکری اور ایک غلام اس کے فدیے کے طور پر دیا۔ پھر میں نے اہل علم لوگوں سے سوال کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ملے گی، جبکہ اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے مابین اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام تمہیں لوٹا دیا جائے گا۔ تیرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سالہ جلاوطنی کی سزا ہوگی۔ اے اُنیس! اس کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اعترافِ جرم کرے، تو اسے رجم کر دو۔‘ (صحیح البخاری: 6827، صحیح مسلم: 1697)

**دلیل نمبر ⑥:** سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ وَعَرَبَ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَعَرَبَ، وَأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَعَرَبَ. ”نبی اکرم ﷺ نے (کنوارے زانی کو (سو) کوڑے مارے اور (ایک سال) جلاوطن کیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی (کنوارے زانی کو (سو) کوڑے مارے اور (ایک سال) جلاوطن کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی (کنوارے زانی کو (سو) کوڑے مارے اور (ایک سال) جلاوطن کیا۔“

(سنن الترمذی: 1438، السنن الکبریٰ للنسائی: 7302، السنن الکبریٰ للبیہقی: 223/8)

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 4/369، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن خزمیمہ رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ (فتح الباری لابن حجر: 158/12)

امام حاکم رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.



”یہ حدیث امام بخاری و امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔“

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ اس حدیث اور اس کے راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَعِنْدِي أَنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، مَا مِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُسْأَلُ عَنْهُ، لِيَقْتَتِلَهُمْ وَشَهَرَتِهِمْ.

”میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے راویوں میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے

بارے میں پوچھا جائے، کیونکہ یہ سارے ثقہ اور مشہور ہیں۔“ (بیان الوهم والإيهام في كتاب

الأحكام: 5/444-445، ح: 262، نصب الراية للزيلعي: 3/331)

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفِيُّ، رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ، وَعَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، وَغَيْرُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعَلِيٌّ، وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَأَبُو ذَرٍّ، وَغَيْرُهُمْ، وَكَذَلِكَ رَوَى عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

”یقیناً نبی اکرم ﷺ سے (کنوارے زانی کو) جلاوطن کرنا ثابت ہے۔ آپ ﷺ سے

اس عمل کو سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وغیرہ نے روایت کیا

ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام، جن میں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا ابی بن

کعب، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا ابو ذر وغیرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں، کا اسی حدیث کے مطابق



عمل ہے۔ بہت سے تابعین فقہائے کرام سے یہی بات مروی ہے۔ امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس، امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔“

**دلیل نمبر ④ :** امام عامر شعمی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

إِنَّ عَلِيًّا جَلَدَ وَنَفَى مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ، أَوْ قَالَ : مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْبَصْرَةِ . ”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (کنوارے زانی کو سو) کوڑے لگائے اور بصرہ سے کوفہ کی طرف یا کوفہ سے بصرہ کی طرف جلاوطن کیا۔“

(السنن الکبریٰ للبیہقی : 223/8 ، وسندہ صحیح)

**دلیل نمبر ⑤ :** مفتی مکہ، امام عطاء بن ابورباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

الْبَكْرُ يُجْلَدُ مِائَةً وَيُنْفَى سَنَةً . ”کنوارے زانی کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا جائے۔“

(مصنّف عبد الرزّاق : 309/7 ، ح : 13306 ، وسندہ صحیح)

ان تمام دلائل شرعیہ کے خلاف احناف کا مذہب یہ ہے کہ جلاوطنی شرعی حکم نہیں، حالانکہ کسی صحابی و تابعی نے کنوارے زانی کی جلاوطنی کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں فرمائی۔

**جلاوطنی کے بارے میں دعویٰ نسخ کی حقیقت**

احناف ان دلائل کا ایک جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ احادیث منسوخ ہیں۔

(شرح معاني الآثار للطحاوي : 139/3 ، الهداية شرح البداية للمرخيني : 504/2)

حسب ”روایت“ احناف کا یہ دعویٰ نسخ بھی بے دلیل اور محض اپنے مذہب کو سہارا دینے

اور حدیث کو رد کرنے کے لیے ہے۔

ان کے رد و جواب میں حافظ، احمد بن علی، ابن حجر رحمہ اللہ (771-852ھ) فرماتے ہیں:

وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ بِأَنَّ حَدِيثَ عُبَادَةَ الَّذِي فِيهِ النَّفْيُ مَنْسُوخٌ بِآيَةِ النُّورِ،  
لِأَنَّ فِيهَا الْجَلْدَ بِغَيْرِ نَفْيٍ، وَتُعَقَّبَ بِأَنَّهُ يُحْتَاجُ إِلَى ثُبُوتِ التَّارِيخِ، وَبِأَنَّ  
الْعَكْسَ أَقْرَبُ، فَإِنَّ آيَةَ الْجَلْدِ مُطْلَقَةٌ فِي حَقِّ كُلِّ زَانٍ.

”بعض احناف نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سورہ نور کی آیت کی بنا پر منسوخ ہے، کیونکہ اس آیت میں جلا وطنی کے بغیر کوڑوں کا ذکر ہے۔ اس کا رد یوں کیا گیا ہے کہ نسخ تاریخ کے ثبوت کا محتاج ہے اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ آیت پہلے نازل ہوئی ہو اور حدیث بعد کی ہو، کیونکہ یہ کوڑوں والی آیت کریمہ ہر زانی کے بارے میں عام ہے (جبکہ حدیث نے بعد میں شادی شدہ کو اس سے خاص کیا ہے)۔“

(فتح الباری: 159/12)

نیز فرماتے ہیں: وَفِي دَعْوَى النَّسْخِ فِي ذَلِكَ نَظَرٌ.

”اس بارے میں نسخ کا دعویٰ کرنا محل نظر ہے۔“ (الدرایۃ مع الہدایۃ: 504/2)

برصغیر پاک و ہند کے مشہور حنفی عالم، علامہ عبدالحی لکھنوی (1263-1304ھ) لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَمْرٌ لَا سَبِيلَ إِلَى اثْبَاتِهِ بَعْدَ ثُبُوتِ عَمَلِ الْخُلَفَاءِ بِهِ، مَعَ أَنَّ  
النَّسْخَ لَا يَثْبُتُ بِالْإِحْتِمَالِ.

”یہ ایسا دعویٰ ہے، جس کو ثابت کرنا ممکن ہی نہیں، کیونکہ خلفاء راشدین نے اس پر عمل کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نسخ محض احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتا۔“ (التعلیق الممجد علی مؤطا محمد: 90/3)

کیا جلا وطنی شرعی کی بجائے سیاسی حکم تھا؟

کنوارے زانی کے لیے جلا وطنی کی شرعی سزا رد کرنے کے لیے مقلدین دوسرا جواب



یہ دیتے ہیں کہ یہ سزا شرعی نہیں، بلکہ سیاسی اور تعزیری تھی۔ لو اب مقلدین فیصلہ کریں گے کہ نبی اکرم ﷺ کے احکامات میں سے شرعی کون سے ہیں اور سیاسی و تعزیری کون سے؟ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ کنوارے زانی کو جس طرح سوکڑوں کی سزا دیتے تھے، اسی طرح جلاوطنی کی بھی سزا دیتے تھے۔ صحابہ کرام شرعی احکامات کو بخوبی سمجھنے والے تھے، ان میں سے کسی نے جلاوطنی کو سیاسی یا تعزیری سزا قرار دے کر اس میں رخصت نہیں دی۔

مقلدین اس حوالے سے دو روایات پیش کرتے ہیں۔ آئیے ان کی حالت ملاحظہ فرمائیں:

### سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت:

سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَرَبَ عُمَرُ ابْنَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ فِي الشَّرَابِ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَحِقَ بِهِرْقَلُ، فَتَنَصَّرَ، قَالَ عُمَرُ: لَا أَعَرِّبُ بَعْدَهُ مُسْلِمًا أَبَدًا.

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب پینے کی بنا پر خیبر کی طرف جلاوطن کیا۔ وہ ہرقل کے پاس جا کر نصرانی ہو گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آج کے بعد کسی مسلمان کو جلاوطن نہیں کروں گا۔“

لیکن اس روایت کی سند سخت ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

\* مصنف عبد الرزاق کی ایک سند میں امام عبد الرزاق اور امام ابن جریج دونوں ”مذلس“ ہیں۔ انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

\* مصنف کی دوسری سند میں بھی امام عبد الرزاق اور امام زہری دونوں کی ”مذلیس“ موجود ہے۔



لہذا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے جلاوطنی کو شرعی حد نہ ماننا ثابت نہیں ہو سکا، اس کے برعکس ان کا اپنے دور خلافت میں کنوارے زانی کو جلاوطنی کی سزا دینا ہم ثابت کر چکے ہیں۔ امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ثابت شدہ سنت کو چھوڑ کر ضعیف روایات سے دین کے احکام اخذ کرنا کون سی فقاہت ہے؟

## سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جلاوطنی:

امام ابراہیم نخعی تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، فِي الْبَكْرِ يَزْنِي بِالْبَكْرِ، : يُجْلَدَانِ مِائَةً، وَيُنْفَيَانِ سَنَةً، قَالَ إِبْرَاهِيمُ : لَا يُنْفَيَانِ إِلَى قَرْيَةٍ وَاحِدَةٍ، يُنْفَى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِلَى قَرْيَةٍ، وَقَالَ عَلِيٌّ : حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ أَنْ يُنْفَيَا.

”سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کنوارے مرد کے کنواری عورت کے ساتھ زنا کی صورت میں فرمایا کہ دونوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لیے ان کو جلاوطن کر دیا جائے۔ (ابراہیم نخعی کہتے ہیں:) دونوں کو ایک ہی بستی کی طرف جلاوطن نہ کیا جائے، بلکہ دونوں کو الگ الگ بستیوں میں بھیجا جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دونوں کو جلاوطن کرنا بہت بڑے فتنہ کا باعث ہے۔“

(مصنّف عبد الرزّاق: 311/7، ح: 13313، کتاب الآثار لمحمّد بن الحسن الشیبانی نقلاً

عن الدراية مع الهداية لابن حجر: 504/2)

اس قول کی سند بھی سخت ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

\* امام عبد الرزاق رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ سند میں درج ذیل چار علتیں ہیں:

① امام عبد الرزاق بن ہمام ”مدلس“ ہیں اور سماع کی تصریح نہیں کی۔



② امام ابو حنیفہ با اتفاقِ محدثین روایتِ حدیث میں معتبر نہیں۔ کسی ثقہ محدث سے ان کا ثقہ ہونا ثابت نہیں۔

③ حماد بن ابوسلیمان ”مختلط“ روای ہیں اور امام ابو حنیفہ ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے ان سے قبل از اختلاط سنا ہے۔ اس بارے میں علامہ پیشی لکھتے ہیں:

وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْ حَدِيثِ حَمَادٍ إِلَّا مَا رَوَاهُ عَنْهُ الْقُدَمَاءُ؛ شُعْبَةُ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالِدَسْتَوَائِي، وَمَنْ عَدَا هَؤُلَاءِ رَوَوْا عَنْهُ بَعْدَ الْإِخْتِلَاطِ .

”حماد کی وہی حدیث قبول کی جائے گی، جو ان سے قدماء، یعنی شعبہ، سفیان ثوری اور ہشام دستوائی نے بیان کی ہے۔ باقی لوگوں نے حماد سے اختلاط کے بعد احادیث سنی ہیں۔“

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 1/119)

④ ابراہیم نخعی نے کسی صحابی سے سماع نہیں کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہی نہیں ہوئی تو ان سے روایت کیسے بیان کر سکتے ہیں؟

\* رہی کتاب الآثار، تو وہ جھوٹی کتاب ہے۔ اس کا راوی محمد بن حسن شیبانی محدثین کرام کے بقول ”کذاب“ ہے۔ اس کی بیان کردہ کوئی روایت معتبر نہیں۔

معلوم ہوا کہ کنوارے زانی کی شرعی حد سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ جلاوطنی کے شرعی سزا ہونے کا انکار سنتِ رسول کی مخالفت اور حدودِ اسلام کی پامالی ہے۔ اسی طرح قرعہ اندازی بھی قرآنی تعلیم اور سنتِ رسول ہے۔ اس کا انکار قرآن و سنت سے انحراف ہے۔

مقلدین محض تقلید کی بنا پر قرآن و سنت کی ان تعلیمات سے رُوگردانی کیے ہوئے ہیں۔ اس سے بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ تقلید، اتباع و اطاعت کے منافی اور واضح گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر گمراہی سے محفوظ فرمائے۔

